تاریخ: 7- جولائی 2021ء

فتویٰ نمبر: 6067- ر

نصابِ قربانی کا معیار: سونا یا چاندی؟[1]

سوال:

آج کل قربانی کے نصاب کا معیار کیا ہے؟ سونا یا چاندی؟ چاندی کو معیار بنانے کی صورت میں کم آمدن بلکہ متوسط آمدن والے آدمی پر بھی قربانی واجب ہو جاتی ہے۔ ان حالات میں امت کی رہنمائی فرمائیں! جزاک اللہ خیراً

سائل: محمد خالد برہان، امریکہ

جواب:

اگر کسی شخص کی ملکیت میں صرف ساڑھے سات تولے سونا (87.48 گرام) موجود ہو (خواہ جس شکل میں ہو مثلاً زیورات، ڈلی، آرائشی سامان، سِکے وغیرہ) تو اس شخص پر قربانی واجب ہے۔ اسی طرح اگر کسی کی ملکیت میں صرف ساڑھے باون تولہ چاندی (612.36 گرام) موجود ہو (خواہ جس شکل میں ہو مثلاً زیورات، ڈلی، آرائشی سامان، سِکے وغیرہ) تو اس پر بھی قربانی واجب ہے لیکن اگر کسی کی ملکیت میں سونا یا چاندی بالکل نہ ہو یا ہو لیکن مذکورہ مقدار سے کم ہو تو اب اگر اس کی ملکیت میں کچھ سونا، کچھ چاندی، نقدی، مالِ تجارت اور گھر کا زائد از ضرورت سامان موجود ہو یا ان میں سے بعض موجود ہوں تو ان کی مجموعی قیمت کے لیے معیار کس نصاب کو بنایا جائے کہ اگر اس مجموعہ کی قیمت اس نصاب کے برابر ہو تو اس صاحبِ ملکیت شخص پر قربانی کو واجب قرار دیا جائے۔

چونکہ شروع میں دونوں نصابوں کی مالیت تقریباً برابر تھی تو فقہائے کرام مالک کو اختیار

---

(1) یہ فتویٰ دار الافتاء مرکز اہل السنۃ والجماعۃ سرگودھا پاکستان سے 25 جولائی 2020ء کو جاری ہوا تھا۔ افادۂ عام کے لیے کچھ ترمیم واضافہ اور سونے چاندی کے موجودہ ریٹ کو سامنے رکھتے ہوئے دوبارہ جاری کیا جارہا ہے۔

دیتے تھے کہ دونوں میں سے جس کو چاہے نصاب مقرر کرلے لیکن بعد ازاں مشائخ حنفیہ نے اس کی تشریح میں فرمایا کہ جو نصاب پہلے پورا ہو جائے اسے معیار بنایا جائے گا کیونکہ اس میں فقراء و مساکین کا فائدہ زیادہ ہے۔ زمانہ ماضی قریب سے تاحال محققین علمائے امت ان چیزوں کے مجموعہ کی مالیت کے لیے معیار ساڑھے باون تولہ چاندی ہی کو بتاتے رہے ہیں اور امت اسی معیار کے مطابق قربانی کرتی چلی آرہی ہے کیونکہ چاندی کا نصاب پہلے پورا ہو جاتا تھا۔

موجودہ دور میں چاندی کی مارکیٹ ویلیو بہت بری طرح گر گئی ہے۔ عالمی مارکیٹ میں تجارت کے لیے معیاری کرنسی اب سونا ہی قرار پاچکا ہے جبکہ چاندی میں لوگوں کی رغبت کم بلکہ نہ ہونے کے برابر ہو چکی ہے جس کی وجہ سے اس کی مالیت بری طرح متاثر ہوئی ہے۔ اب معاشرے میں وہ لوگ جو مالی طور پر پسماندہ اور غریب سمجھے جاتے ہیں ان کے پاس بھی ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت کے بقدر مذکورہ اموال موجود ہوتے ہیں جس کی وجہ سے یہ لوگ قربانی کے لیے "صاحبِ نصاب" سمجھے جاتے ہیں۔ اگر مذکورہ نصاب کے مطابق ان پر قربانی واجب قرار دی جائے تو یہ لوگ سخت تنگی اور حرج میں مبتلا ہوتے ہیں حتی کہ بیشتر افراد کو قربانی کے لیے اپنے مال کا تہائی اور بعض ممالک میں نصف حصہ بھی خرچ کرنا پڑتا ہے جس سے حرج کا تحقق واضح ہے۔

امت کے اس پسماندہ اور غریب طبقے سے تنگی و حرج دور کرنے کے لیے علمی حلقوں میں اس پر تحقیق و تفتیش کا سلسلہ جاری رہا ہے اور اب بھی ہے۔ کئی اہلِ علم حضرات کی تحقیقات و آراء اور اربابِ دار الافتاء کا رجحان اس موقف کی طرف ہے کہ عصر حاضر میں چاندی کی مارکیٹ ویلیو بہت زیادہ گر گئی ہے اس لیے اگر آج بھی چاندی کے نصاب کو قربانی کے لیے معیار قرار دیا جائے تو امت تنگی و حرج میں مبتلا رہے گی۔ اس لیے ان حضرات نے اب قربانی کے لیے چاندی کے بجائے سونے کے نصاب کو معیار قرار دیا ہے۔ کافی غور وخوض اور معاشرہ میں اس حرج کے عمومی مشاہدہ کے ساتھ ساتھ ذمہ دار؛ ارباب افتاء اور محقق حضرات کے مقالات کے پیشِ نظر **ہماری رائے بھی یہی ہے کہ اب قربانی کے لیے سونے کے نصاب کو ہی معیار قرار دیا جائے۔**

ضمّ نصاب، اموالِ تجارت، کرنسی اور زائد از ضرورت سامان میں چاندی کے بجائے سونے کے نصاب کو معیار بنانے کے لیے جو وجوہاتِ ترجیح ہمارے پیشِ نظر ہیں اور چاندی کو معیارِ نصاب قرار دیے جانے کی صورت میں جن مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے، ذیل میں ان کا تذکرہ کیا جارہا ہے۔ ساتھ ساتھ ان خدشات کا بھی جائزہ لیا جارہا ہے جن کا بعض قابلِ قدر اہلِ علم کی طرف سے اظہار کیا گیا ہے۔

سونے کو معیار بنانے کی وجوہاتِ ترجیح

[1]: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سونے کا نصاب بیس دینار (ساڑھے سات تولے سونا) اور چاندی کا نصاب دو سو درہم (ساڑھے باون تولہ چاندی) مقرر فرمایا تھا۔ دورِ نبوی میں ان دو نصابوں میں توازن قائم تھا کہ دو سو درہم کی قوتِ خرید بیس دینار کے برابر ہوا کرتی تھی۔ شاہ ولی اللہ احمد بن عبد الرحیم بن وجیہ الدین محدث دہلوی (ت 1176ھ) لکھتے ہیں:

وَالذَّهَبُ مَحْمُولٌ عَلَى الْفِضَّةِ، وَكَانَ فِي ذٰلِكَ الزَّمَانِ صَرْفُ دِينَارٍ بِعَشَرَةِ دَرَاهِمَ فَصَارَ نِصَابُهُ عِشْرِينَ مِثْقَالًا.

(حجۃ اللہ البالغۃ: ص 508)

ترجمہ: سونے کا نصاب چاندی کے نصاب پر مبنی تھا۔ کیونکہ اس زمانے میں ایک دینار؛ دس درہم کی مالیت کا شمار کیا جاتا تھا، اس لیے سونے کا نصاب بیس مثقال مقرر ہوا۔

دونوں نصابوں میں توازن کے پیشِ نظر احناف کے ہاں ظاہر الروایۃ میں مال کے مالک کو اختیار دیا گیا ہے کہ وہ سونے یا چاندی میں سے جسے چاہے نصاب مقرر کر لے۔

شمس الائمہ امام محمد بن احمد بن ابی سہل السرخسی (ت 483ھ) لکھتے ہیں:

قَالَ فِي الْكِتَابِ: وَيُقَوِّمُهَا يَوْمَ حَالَ الْحَوْلُ عَلَيْهَا إِنْ شَاءَ بِالدَّرَاهِمِ وَإِنْ شَاءَ بِالدَّنَانِيرِ... وَجْهُ رِوَايَةِ الْكِتَابِ: أَنَّ وُجُوبَ الزَّكَاةِ فِي عُرُوضِ التِّجَارَةِ بِاعْتِبَارِ مَالِيَّتِهَا دُونَ أَعْيَانِهَا، وَالتَّقْوِيمُ لِمَعْرِفَةِ مِقْدَارِ الْمَالِيَّةِ وَالنَّقْدَانِ فِي ذٰلِكَ سَوَاءٌ فَكَانَ الْخِيَارُ إِلَى صَاحِبِ الْمَالِ يُقَوِّمُهُ بِأَيِّهِمَا شَاءَ

(المبسوط للسرخسی: ج 2 ص 343، 344)

ترجمہ: کتاب میں مذکور ہے کہ مال پر جب سال گذر جائے تو مالک کو اختیار ہے کہ درہم کے اعتبار سے زکوۃ ادا کرے یا دینار کے اعتبار سے ... اس کی وجہ یہ ہے کہ تجارتی سامان میں زکوۃ اس سامان کی مالیت کے اعتبار سے واجب ہوتی ہے، خود سامان کے اعتبار سے واجب نہیں ہوتی۔ اس لیے سامان کی قیمت لگانے کا مقصد مالیت کا تعین ہے اور مالیت دونوں (سونا اور چاندی) سے معلوم ہو سکتی ہے۔ اسی لیے مالک کو اختیار ہو گا کہ جس کے ذریعے بھی حساب لگانا چاہے لگا لے۔

علامہ زین الدین بن ابراہیم بن محمد المعروف ابن نجیم الحنفی (ت 970ھ) لکھتے ہیں:

وَأَشَارَ بِقَوْلِهِ "وَرِقٌ أو ذَهَبٌ" إِلٰى أَنَّهُ مُخَيَّرٌ إِنْ شَاءَ قَوَّمَهَا بِالْفِضَّةِ وَإِنْ شَاءَ بِالذَّهَبِ لِأَنَّ الثَّمَنَيْنِ فِي تَقْدِيرِ قِيَمِ الْأَشْيَاءِ بِهِمَا سَوَاءٌ.

(البحر الرائق لابن نجیم: ج 2 ص 246)

ترجمہ: صاحبِ کتاب نے چاندی اور سونے کا ذکر کر کے اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ مالک کو اختیار ہے چاہے تو چاندی کے حساب سے قیمت لگائے یا سونے کے اعتبار سے، کیونکہ اشیاء کی قیمت لگانے میں دونوں ثمن برابر ہیں۔

اُس وقت تو سونے اور چاندی کے نصابوں میں توازن اور ہم آہنگی تھی لیکن آج (بوقت تحریر 7 جولائی 2021ء) دونوں نصابوں میں بہت زیادہ تفاوت پیدا ہو چکا ہے۔ آج ساڑھے سات تولہ سونا کی قیمت 795000 پاکستانی روپے اور ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت 82268 پاکستانی روپے ہے۔ قربانی کے لیے "غنیٰ" اور "وسعت" جو 795000 پاکستانی روپے کی مالیت میں متحقق ہونی چاہیے تھی وہ اب 82268 پاکستانی روپے میں متحقق ہوتی نظر آتی ہے۔ ظاہر ہے کہ ایک متوسط طبقہ کے فرد کے لیے اس رقم میں سے متوسط بکرا خریدنا اور اس کے بعد اپنی ضروریات پوری کرنا استطاعت سے باہر ہے۔ اس کے مدِمقابل اگر سونا معیار قرار پائے تو 82268 پاکستانی روپے کے مالک پر قربانی واجب قرار نہ دے کر اسے اس حرج سے بچایا جا سکتا ہے۔

[2]: دورِ نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں ساڑھے سات تولے سونے اور ساڑھے باون تولے چاندی کے ساتھ ساتھ بقیہ نصاب یعنی پانچ اونٹ، تیس گائے اور چالیس بکریوں کی مالیت تقریباً برابر تھی۔ آج بھی آخری تینوں نصاب چاندی کے بجائے سونے کے نصاب کی مالیت کے قریب بنتے ہیں۔ اس لیے سونے کو معیار قرار دینے میں باقی نصابوں سے مناسبت بحال رہتی ہے۔

[3]: زکوٰۃ اور قربانی میں کئی ایک فرق کے پیشِ نظر ہماری رائے یہ ہے کہ زکوٰۃ کے معاملے میں معیارِ نصاب چاندی کو قرار دیا جائے اور قربانی کے معاملہ میں سونے کو۔ کیونکہ دونوں کے حکم کی نوعیت، مقاصد، مقدارِ واجب وغیرہ کو سامنے رکھتے ہوئے مال کے ادنیٰ نصاب (چاندی) کو پہنچنے کی صورت میں قربانی کو ساقط کرنے کی گنجائش معلوم ہوتی ہے۔

زکوٰۃ اور قربانی میں پائے جانے والے فرق یہ ہیں:

(ا) زکوٰۃ سے مقصود فقراء اور مساکین کی حاجت کو پورا کرنا ہے۔ اس لیے زکوٰۃ دینے والا شخص زکوٰۃ کی رقم سے ایک پیسہ بھی خود پر خرچ نہیں کر سکتا اور نہ ہی صاحبِ نصاب غنی پر خرچ کر سکتا ہے جبکہ قربانی سے مقصود اللہ تعالیٰ کی رضامندی حاصل کرنے کے لیے اہراقِ دم یعنی جانور کا خون بہانا ہے۔ اس لیے قربانی کرنے والا شخص جب جانور کا خون بہالیتا ہے تو مقصود حاصل ہو جاتا ہے۔ اب یہ شخص قربانی کا گوشت خود بھی استعمال کر سکتا ہے اور فقیر کے بجائے کسی غنی کو بھی دے سکتا ہے۔

امام ابو المظفر اسعد بن محمد بن الحسین الکرابیسی النیسابوری الحنفی (ت 570ھ) لکھتے ہیں:

وَالْفَرْقُ أَنَّ الْمَقْصُودَ مِنَ الزَّكَاةِ سَدُّ الْخَلَّةِ وَدَفْعُ الْحَاجَةِ، بِدَلِيلِ أَنَّهَا وَجَبَتْ

لِأَجْلِ الْحَاجَةِ... وَلَيْسَ كَذٰلِكَ الْأُضْحِيَّةُ، لِأَنَّ الْمَقْصُودَ مِنْهَا إِرَاقَةُ الدَّمِ، بِدَلِيلِ أَنَّهُ لَوْ تَصَدَّقَ بِالْعَيْنِ قَبْلَ الذَّبْحِ لَمْ يُجْزِهِ.

(کتاب الفروق للکرابیسی: ج1 ص86 کتاب الزکوٰۃ)

ترجمہ: (زکوٰۃ اور قربانی میں) فرق یہ ہے کہ زکوٰۃ سے مقصود غرباء کی محتاجی کو دور کرنا اور ان کی ضروریات کو پورا کرنا ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ زکوٰۃ واجب ہی اس لیے ہوتی ہے تاکہ ضروریات کو پورا کیا جا سکے جبکہ قربانی کا معاملہ اس طرح کا نہیں کیونکہ قربانی سے مقصد (اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے جانور کا) خون بہانا ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے قربانی کا جانور ذبح کرنے سے پہلے ہی صدقہ کر دیا تو قربانی ادا نہیں ہو گی۔

(۲): زکوٰۃ اس شخص پر واجب ہوتی ہے جس کی ملکیت میں سال بھر مال رہے جبکہ قربانی اس پر بھی واجب ہو جاتی ہے جس کے پاس محض ایامِ قربانی (10 ذوالحجہ کی طلوعِ فجر سے لے کر 12 ذو الحجہ کے غروب آفتاب تک) میں کسی وقت بقدرِ وسعت مال آ جائے۔

(۳): صاحبِ نصاب شخص پر زکوٰۃ کل مال کا صرف اڑھائی فیصد واجب الاداء ہوتی ہے جبکہ قربانی کل مال کے محض اڑھائی فیصد سے نہیں ہوتی بلکہ چاندی کے نصاب کا اعتبار کریں تو کبھی نصاب کا ایک چوتھائی حصہ، کبھی ایک تہائی حصہ اور بعض ممالک میں نصاب کا نصف حصہ تک خرچ ہو جاتا ہے۔

(۴): زکوٰۃ مسافر پر بھی واجب ہے جبکہ قربانی مسافر پر واجب نہیں۔ مسافر پر قربانی واجب نہ ہونے کی وجہ اسے حرج اور مشقت سے بچانا ہے۔ بالکل اسی طرح قربانی میں چاندی کے بجائے سونے کو معیارِ نصاب قرار دینے سے مقصود بھی دفعِ حرج ہے۔

(۵): زکوٰۃ کی فرضیت منصوص ہے جبکہ قربانی کا وجوب منصوص نہیں بلکہ اجتہادی ہے۔ ظاہر ہے کہ امرِ اجتہادی میں جو وسعت ہوتی ہے وہ منصوص میں نہیں ہوتی۔

(۶): زکوٰۃ کے لیے سونے اور چاندی کا نصاب منصوص ہے۔ اگر کسی کے پاس سونا ساڑھے سات تولہ اور چاندی ساڑھے باون تولہ ہو تو اس پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے۔ قربانی کا نصاب متعین طور پر منصوص نہیں بلکہ شریعت نے قربانی کو "وسعت" کے ساتھ متعلق کیا ہے۔ وسعت کے تحقق کے لیے فقہائے حنفیہ نے قربانی کے نصاب کا تعین زکوٰۃ کے نصاب کے ساتھ کیا ہے۔ چنانچہ اگر کسی کے پاس ساڑھے سات تولہ سونا یا ساڑھے باون تولہ چاندی ہو تو منصوص نصابِ زکوٰۃ کے ساتھ مطابقت کے پیشِ نظر اس پر قربانی واجب ہو گی۔ لیکن اگر کسی کے پاس سونا یا چاندی مذکورہ مقدار سے کم ہو تو اب زکوٰۃ کے لیے معیارِ نصاب کسے بنایا جائے؟ یہ امرِ اجتہادی ہے۔ ظاہر الروایہ میں صاحبِ مال کو اختیار دیا گیا ہے کہ سونے کے حساب سے قیمت لگائے یا

چاندی کے اعتبار سے اور نوادر کی روایت کے مطابق انفع للفقراء کی رعایت کی جائے۔یہی صورت حال قربانی میں تصور کی جائے کہ اگر صاحبِ مال کے پاس سونا یا چاندی مذکورہ مقدار سے کم ہو تو اب نصاب کے لیے جس چیز کو معیار قرار دینا چاہیے (یعنی اختیار یا انفع للفقراء کی رعایت) وہ خود امر اجتہادی ہے۔اس لیے اگر ادنیٰ نصاب (چاندی) کی رعایت کرنے سے خود حرج لازم آ رہا ہو تو اب اس نصاب کی رعایت نہ کی جائے بلکہ اعلیٰ نصاب (سونے) کا اعتبار کر کے ہی حرج کو دور کیا جائے۔

خلاصہ یہ کہ وجودِ حرج، عدمِ کفایت، فقدانِ تناسب اور تغیر فی الثمن کے عوامل کی بنا پر قربانی میں چاندی کے بجائے صرف سونے کو نصاب کا معیار بنانا جائز ہے۔

بعض خدشات کا ازالہ

خدشہ نمبر 1:

احناف کی ظاہر الروایہ میں سامانِ تجارت کی قیمت لگانے میں مالک کو اختیار اس وقت دیا گیا ہے جب سامان؛ سونا اور چاندی دونوں کی قیمت کے حساب سے نصاب کو پہنچتا ہو لیکن اگر ایک کے حساب سے نصاب مکمل ہو اور دوسرے کے حساب سے مکمل نہ ہو تو اسی کے ذریعے قیمت لگانا ضروری ہے جس سے نصاب کی تکمیل ہو۔اس صورت میں مالک کو اختیار نہ دیا جائے۔

ازالہ:

اولاً..... مال کے مالک کو اختیار نہ دینے کا معاملہ زکوٰۃ کے بارے میں ہے کیونکہ اس سے مقصود فقراء کی حاجت پوری کرنا ہے جبکہ قربانی میں فقراء کی حاجت براری بنیاد ہی نہیں بلکہ قربانی میں بنیاد؛ اہراقِ دم ہے۔

امام ابو المظفر اسعد بن محمد بن الحسین الکرابیسی النیسابوری الحنفی (ت 570ھ) لکھتے ہیں:

وَالْفَرْقُ أَنَّ الْمَقْصُودَ مِنَ الزَّكَاةِ سَدُّ الْخَلَّةِ وَدَفْعُ الْحَاجَةِ، بِدَلِيلِ أَنَّهَا وَجَبَتْ لِأَجْلِ الْحَاجَةِ... وَلَيْسَ كَذٰلِكَ الْأُضْحِيَّةُ، لِأَنَّ الْمَقْصُودَ مِنْهَا إِرَاقَةُ الدَّمِ، بِدَلِيلِ أَنَّهُ لَوْ تَصَدَّقَ بِالْعَيْنِ قَبْلَ الذَّبْحِ لَمْ يُجْزِهِ.

(کتاب الفروق للکرابیسی: ج1 ص86 کتاب الزکوٰۃ)

ترجمہ: (زکوٰۃ اور قربانی میں) فرق یہ ہے کہ زکوٰۃ سے مقصود غرباء کی محتاجی کو دور کرنا اور ان کی ضروریات کو پورا کرنا ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ زکوٰۃ واجب ہی اس لیے ہوتی ہے تاکہ ضروریات کو پورا کیا جا سکے جبکہ قربانی کا معاملہ اس طرح کا نہیں کیونکہ قربانی سے مقصد (اللہ

تعالیٰ کی رضا کے لیے جانور کا) خون بہانا ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے قربانی کا جانور ذبح کرنے سے پہلے ہی صدقہ کر دیا تو قربانی ادا نہیں ہو گی۔

چونکہ زکوٰۃ کا مقصد فقراء کی حاجت براری ہے اس لیے زکوٰۃ کے باب میں تو سامان؛ سونا اور چاندی میں سے جس کی قیمت کو پہلے پہنچتا ہو اسی کے حساب سے نصاب کی تکمیل کی جائے گی اور زکوٰۃ ادا کی جائے گی لیکن قربانی میں چونکہ فقراء کی حاجت براری مقصود ہی نہیں اس لیے مال کے مالک کے لیے ادنیٰ نصاب (یعنی چاندی) کی رعایت کو لازم قرار نہیں دیا جاسکتا۔

ثانیاً..... یہ بات واضح ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں سونے اور چاندی کے نصاب میں تفاوت نہیں تھا۔ وقت کے ساتھ ساتھ یہ فرق معرضِ وجود میں آتا رہا۔ ظاہر الروایۃ میں تخییر کی وجہ بھی یہی تھی کہ جب دونوں نصابوں میں باہم تقریباً مساوات تھی تو جس نصاب کی مطابقت بھی ملحوظ رکھی جاتی نتیجہ ایک ہی نکلتا۔ مشائخِ حنفیہ نے اپنے اپنے ادوار میں مال کے چاندی کے نصاب کو پہنچنے کی صورت میں وجوبِ زکوٰۃ کا جو حکم لگایا ہے (اگرچہ مال سونے کے نصاب کو نہ پہنچے) تو اس کی وجہ جو سمجھ میں آتی ہے وہ یہ ہے کہ ان کے ادوار میں بھی سونے اور چاندی کے نصاب میں تفاوت معمولی بلکہ نہ ہونے کے برابر تھا اور چونکہ انفع للفقراء کی قید ملحوظ تھی اس لیے انہوں نے اس معمولی فرق کو قابلِ اعتناء نہ سمجھتے ہوئے حد درجہ احتیاط کے پیش نظر چاندی کے نصاب کو ہی معیار قرار دیا۔

ان کے ادوار میں چاندی کے نصاب کو معیار مقرر کرنے میں عوام کے لیے حرج بھی لازم نہ آتا تھا لیکن آج کل کے دور میں سونے اور چاندی کے نصاب میں تفاوت بہت زیادہ ہو چکا ہے۔ اب اگر عدمِ تخییر کے قول ہی کو متعین قرار دیا جائے تو عوام کو سخت حرج کا سامنا ہو گا اور بعض فقہاء نے انفع للفقراء کے مقصد کے پیشِ نظر جو چاندی کا نصاب متعین فرمایا تھا وہ مقصد اب اَضرّ لِلفقراء بن جائے گا۔ اس لیے آج کے دور میں سونے کے نصاب کو معیار قرار دینا مشائخ حنفیہ ہی کے مقصود کی ترجمانی اور انفع للفقراء کی تکمیل ہے، ان کے مقاصد سے خروج ہرگز نہیں۔

خدشہ نمبر2:

اگر قربانی کے معاملے میں چاندی کو معیار قرار دیا نہ جائے تو نوادر کی اس روایت "انفع للفقراء" پر عمل نہیں ہو پائے گا۔

علامہ سراج الدین عمر بن ابراہیم بن نجیم الحنفی (ت 1005ھ) لکھتے ہیں:

والمذكور في "الأصل" أن المالك مخير في تقويمها بأيهما شاء وعن الإمام في رواية "النوادر" يقومها بالأنفع للفقراء.

(النہر الفائق شرح کنز الدقائق: ج1ص 441)

ترجمہ: کتاب الاصل (المعروف کتاب المبسوط للامام محمد بن حسن الشیبانی رحمہ اللہ) میں مذکور ہے کہ (سامان کی مالیت کا اعتبار کرنے کے لیے) مالک کو اختیار دیا جائے گا کہ ان دونوں (سونے یا چاندی کے نصاب) میں سے جس کے حساب سے مالیت کا اندازہ کرنا چاہے کر سکتا ہے۔ نیز امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے "نوادر" کی روایت میں منقول ہے کہ سامان کی مالیت کے حساب کے لیے اس نصاب کا اعتبار کرے جس میں فقراء کا نفع زیادہ ہو۔

ازالہ:

اس میں چند امور ملاحظہ ہوں:

1- انفع للفقراء کی رعایت کرنا زکوٰۃ کے بارے میں ہے، قربانی کے بارے میں نہیں۔ زکوٰۃ کے بارے میں اس کی رعایت کرنے سے ہمیں مکمل اتفاق ہے۔

2- قربانی میں انفع للفقراء مقصود ہی نہیں بلکہ مقصد اہراقِ دَم ہے۔

3- چاندی کو نصاب کا معیار قرار دینے کی صورت میں امت کے ایسے طبقے پر قربانی واجب قرار پاتی ہے جو قربانی کا متحمل نہیں ہے۔ اس صورت میں یہ طبقہ حرج شدید کا شکار ہو گا۔

4- انفع للفقراء کے تحقق کے لیے دو باتیں ہونی چاہییں:

اول.... انفع للفقراء بذات خود مقصد ہو

دوم.... انفع للفقراء کی رعایت میں خود فقراء کو ضرر لاحق نہ ہو۔

یہ دونوں باتیں زکوٰۃ میں تو متحقق ہو جاتی ہیں کہ زکوٰۃ کا مقصد فقراء کی امداد ہے۔ نیز زکوۃ؛ مالِ نصاب کا چالیسواں حصہ ہوتی ہے اور یہ چیز صاحبِ نصاب کو ضرر نہیں دیتی اگرچہ معیارِ نصاب چاندی ہی ہو۔ لیکن قربانی میں اولاً تو فقراء کی امداد بذات خود مقصود نہیں۔ ثانیاً قربانی کا جانور بعض مرتبہ چاندی کے نصاب کے تہائی اور بعض مرتبہ نصف حصہ کے برابر ہوتا ہے جو یقیناً بہت بڑا ضرر ہے۔ اس لیے انفع للفقراء کی رعایت زکوٰۃ کے معاملے میں چاندی کو معیار بنانے سے اور قربانی کے معاملہ میں سونے کو معیار ٹھہرا کر کی جائے تو زیادہ موزوں ہے۔

خلاصہ:

[۱]: اگر کسی کی ملکیت میں صرف ساڑھے سات تولے سونا (87.48 گرام) موجود ہو (خواہ جس شکل میں ہو مثلاً زیورات، ڈلی، آرائشی سامان، سِکے وغیرہ) تو اس شخص پر قربانی واجب ہے۔

[۲]: کسی کی ملکیت میں صرف ساڑھے باون تولہ چاندی (612.36 گرام) موجود ہو (خواہ جس شکل میں ہو مثلاً زیورات، ڈلی، آرائشی سامان، سِکے وغیرہ) تو اس پر بھی قربانی واجب ہے۔

[۳]: کسی کی ملکیت میں سونا یا چاندی بالکل نہ ہو یا ہو لیکن مذکورہ مقدار سے کم ہو تو اب دیکھا

جائے گا کہ اگر اس کی ملکیت میں یہ پانچ چیزیں سونا، چاندی، نقدی، مالِ تجارت اور گھر کا زائد از ضرورت سامان موجود ہوں یا ان میں سے بعض موجود ہوں اور ان کی مجموعی قیمت ساڑھے سات تولہ سونے کے برابر ہو تو ایسے شخص پر قربانی واجب ہے۔

نوٹ:

وجوبِ قربانی کے سلسلہ میں سونے کے نصاب کو معیار قرار دینا یہ ہماری رائے ہے، اس پر ہمیں اصرار نہیں ہے۔ اس لیے اگر کوئی اہلِ علم اس رائے سے اختلاف کرے تو اسے حق حاصل ہے۔ نیز اگر کوئی شخص ہماری اس رائے کے علاوہ دیگر اہلِ علم کی رائے پر اعتماد کرتا ہو اور چاندی کو معیار قرار دیتے ہوئے ساڑھے باون تولے چاندی کی قیمت کا اعتبار کرتے ہوئے قربانی کرے تو بلاشبہ قابلِ قبول اور بہتر ہو گا۔

واللہ اعلم بالصواب

الجواب صحیح | الجواب صحیح | دار الافتاء فتویٰ نمبر 6067 مورخہ 07. 07. 2021 | (مفتی) محمد یوسف